زکوۃ: سوال جواب

۱۔ زکوۃ کیا ہے؟

حلال طریقوں سے کمایا ہوا مال میں جب خود کی ضروریات سے فارغ ہو جائیں یا نصاب کی حد قریب آجائے تو اس مال کا ایک مقرر شدہ حصہ (مال کے مطابق: ڈھائی، پانچ یا دس فیصد) حاجت مندوں کو دیا جانے والا ایک نظام کا نام ہے زکوۃ۔ حاجت مندوں، غریب یا کوئی مخصوص جماعت کو چندہ دینا زکوۃ کے زمرے میں داخل نہیں ہے بلکہ صدقہ و فطر میں آتا ہے۔ زکوۃ عربی لفظ ہے جو تزکیہ، پاکی، ارتقاء وغیرہ معنوں میں آتا ہے۔

۲۔ زکوۃ کا مقصد کیا ہے؟

ہم جو مال کماتے ہیں اس کا حقیقی مالک تو اللہ سبحانہ و تعالی ہے۔ مطلب ہم جو چیزیں استعمال کرتے ہیں ان سب کا خالق تو اللہ تعالی ہے۔ اس لئے اللہ تعالی نے مال کی حفاظت کے لئے یہ نظام نافذ کیا ہے۔ پھر تو اس کے حکم کی تعمیل کے مطابق مال کا جائز استعمال ہماری ذمہ داری ہے۔ مال اپنی ضرورت اپنے ماتحتوں کی ضرورت، خاندان والوں کی ضرورت، فقیر مسکین کی ضرورت اور وارثین کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ اس طرح مال کا استعمال اللہ کے نزدیک بہت اجر و ثواب کا عمل ہوگا۔

فضول خرچی، بخیلی، حرص، مطلب پرستی وغیرہ خراب ذہنیت سے ذہن کو پاک کر کے نرم مزاجی اختیار کریں۔ مال جو غریب مسکین کا حق ہے ان کا حق ادا کر کے اپنے مال کی حفاظت کریں۔ محض مالداروں کی درمیاں مال کے ابنار لگنے کے بجائے ان بے سہارا مظلوم معصوم اور مسکین لوگوں کی مال سے مدد کر کے اپنے مال کی اور معاشرہ کی ترقی کریں۔ مذہب، زندگی، ذرائع فخر اور نسل وغیرہ کے قیام کے لئے اللہ سبحانہ وتعالی کے راستے میں جہاد کرنے والوں کی مال سے امداد کریں۔ بس یہی چند باتیں ہیں جو زکوۃ کے مقصد میں آتی ہیں

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالی کے ہاں نہیں بڑھتا۔ اور جو کچھ صدقہ زکوۃ تم اللہ تعالی کا منہ دیکھنے (اور خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دوچند کرنے والے ہیں۔ (۳۰:۳۹)

جو لوگ اللہ تعالی کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ تعالی جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالی کشادگی والا اور علم والا ہے (۲:۲۶۱)

۳۔ اسلام میں زکوۃ کا کیا مقام ہے؟

اللہ تعالی نے جن ارکانوں کو فرض کیا ہے ان میں نماز کے فوراً بعد زکوۃ ہے۔ نماز جو اللہ تعالی کو دئے جانے والا حق ہے۔ اور زکوۃ اللہ تعالی کے ہدایت کے مطابق انسان کو دئے جانیوالا حق ہے۔ زکوۃ کے بارے میں قرآن نے بڑی شان سے تمام جگہ پر ذکر کیا ہے۔ بیس جگہوں پر نماز کے ساتھ زکوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جو مال کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا نہیں کرتے ہیں لھذا اللہ تعالی ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے گا۔ جس بات کی وعید قرآن اور حدیث دونوں میں ہے۔

۴۔ زکوٰۃ کتنی ادا کریں؟

زکوٰۃ دینا تو بڑے مالداروں کا کام ہے اور ہم اس میں شامل نہیں یہ بہت سے لوگوں کی سوچ رہتی ہے۔ درحقیقت اس عظیم عمل میں ہمیں شرکت کرنے کی پوری آرزو ہو رہی ہے۔ ہر کوئی شخص اپنے مال میں زکوٰۃ کا حصہ دیکھیں۔ اگر حج فرض ہے تو اس کے لئے مالی حیثیت کا ہونا بھی تو شرط ہے۔ لیکن پھر بھی ہزاروں کی تعداد میں غریب مفلس لوگ حج کرنے جاتے ہیں۔ حج سے ان کی یہ دلی تشنگی ہے جو اس طرف رجحاتی ہے۔ اس طرح سے غریبوں بے سہارا لوگوں کے آنسوؤں کو پوچھنے کے لئے ہمارا کمایا ہوا مال کافی ہوا تو ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کی اس کے ذریعہ کتنی قربت حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح کی نیت کے ساتھ ہمیں خود معائنہ کرنا چاہئے کہ کیا ہمارے اوپر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔ حلال طریقوں سے مال کما کر کھانا، رہنا سہنا، کپڑے لتے، دوائیاں، تعلیم اور تجارتی آلات وغیرہ اہم ضرورتوں سے فارغ ہو کر جو مال باقی بچے (نصاب کے حساب) ایک مومن کے اوپر زکوٰۃ کا ایک حصہ دینا فرض ہے۔

۵۔ کن کن چیزوں میں زکوٰۃ لازمی ہے؟

عام طور سے مال میں جو چیز آتی ہیں ان کی زکوٰۃ نکالنا لازمی ہے۔ زکوٰۃ نکالنے والے جو سامان ہیں ان کو مندرجہ ذیل مختصر بیان کیا جا رہا ہے۔

سونا: سکہ، سونے کے بسکٹ، رکھے ہوئے زیورات اور سونے کے بت وغیرہ۔

چاندی: چاندی کے زیورات

پیسہ: تنخواہ، مزدوری، چندہ و دیگر آمدنی

تجارت: کرانے کی دکان، سبزی، ماہی گیری، گوشت، پھل، گھریلو لوازمات، کھانے پینے کے سامان، پینے کا پانی، کپڑا، سواری، زمین، آرام و آشائش والے سامان، زیورات، گوہر، زیب و زینت کے سامان ۔۔

صنعت کاری: ٹیلس، کھٹے (کھپرے)، لوہا، سیمنٹ، المونیم، اسٹیل، پلاسٹیک، پلیوڈ، چاول کا آٹا، دانہ پانی۔

زراعت: نیل، گیہوں، ماہی گیری، پاول ٹریقام، بکرا، بھینس، کیلا، ناریل، ڈلی، کالی مرچ، لوانگ، چائے پتی، ایلاچی اور ہر سبزیاں وغیرہ

کیرایہ: گھر، لوج، سواری، برتن، اڈیٹوریم، شوپنگ کامپلیکس، کام کے آلات اور کرسی، سامیانہ وغیرہ

جمادات یا معدنی اشیاء: مٹی، چٹان، ماربل،۔۔ وغیرہ مال میں اگر نصاب لگے تو زکوٰۃ فرض ہے۔ تاہم بے فالتو پڑی زمین، گھر جس میں رہ رہے ہیں اور چلنے والی سواری وغیرہ میں زکوٰۃ لازمی نہیں ہے۔

۶۔ نصاب کیا ہے؟

زکوٰۃ کی فرضیت کو ظاہر کرنے والے شمار کو نصاب کہتے ہیں۔ اپنے اور اپنے گھر والوں کا کھانا، لباس، سکونت، دوائیاں، تعلیم، تجارتی وسائل وغیرہ کو پورا نہ کر سکنے والے حالات سے گزرنے والے افراد فقیر اور مسکین کے اندر آتے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

تاہم کسی کے پاس ۵۹۵ گرام (۲۰۰ درہم) چاندی یا اس کی قیمت (۲۴۶۷۵ روپئے) سے زیادہ رقم، تجارت یا صنعت کاری ہو، ۸۵

گرام (۲۰ مثقال) سونا یا اس سے بنی ہوئی چیزیں بنا پاس موجود ہوں ، ۵ اونٹ ، ۴۰ بکرے اور ۳۰ بکرے پالا ہو، یا کوئی بھی حالت میں ۷۲۰ کلوگرام (۳۰۰ صاعا، اور اگر چھلکے کے ساتھ ہو تو ۶۰۰ صاعا) زراعتی غلہ فروخت کیا ہو۔ تو پھر وہ شخص نصاب کو پہونچ جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بالا مذکورہ چیزیں کے نصاب کی ایک ہی قیمت تھی۔ عوام کی ایک سال کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کا صاحبِ حیثیت لوگوں کا ذمہ تھا۔ لیکن آج ان کے درمیان قیمت کے معاملہ میں فرق ہے۔

۷۔ ہم نصاب کا حساب کیسے لگائیں؟

آج کے دور میں سونا چاندی، بھینس، بکرا، اونٹ وغیر کے نصاب کی قیمت اور انسان کے ایک سال تک کے اہم ضروری خرچوں کا شمار جو رقم کی ترتیب میں بہت زیاد بڑھا ہے۔ اوپر بیان کردہ نصاب کا حساب دیکھتے وقت حالات سے گزرنے والے کنارکش مومنین کے اوپر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔ سخاوت جو مومنین کے درمیان ایک عام تہذیب یا چاہت ہونی چاہئے، قرآن پاک کا پورے جذبہ جوش کے ساتھ قائم رہنے اور دلائل کے ساتھ رائے پیش کرنے کے مطابق رقم، تجارت، صنعت وغیرہ کے برابر نصاب میں چاندی ہے سونا نہیں۔ اس کے حساب سے ۵۹۵ گرام چاندی آج (مئی ۲۰۱۴) کو ۲۴۶۷۵ روپے کی قیمت ہاتھ میں ہے، اس قیمت کے ذریعہ تجارت یا صنعت کاری کیا تو زکوۃ نکالنا فرض ہے۔ زراعتی سامان (بن چھلکے) نصاب ۷۲۰ ہے (۳۰۰ صاعا)۔ ۷۲۰ چاول (کلو: ۳۳ روپے) آج (مئی ۲۰۱۴) بازاری قیمت ۲۳۷۶۰ روپے ہے۔ یہاں چاندی کا نصاب اور کھیتی کا نصاب ایک موازنے کی شکل میں ہے

نصاب اور زراعتی سامان کا نصاب باہم موازنہ (24675-23760=915) کے برابر ہے۔ ہمارے صوبہ میں پرانے زمانے کی طرح چھٹا چرنے والے بکرے بھینس کم ہیں۔ اگر ہو جائے تو زکوۃ کی فرضیت میں شمار نہیں کئے جائے گے۔ لیکن یہاں بکرے بھینس کے فارم زیادہ افراط ہیں۔ اس کو لوگ زراعت کے طور پر مانتے ہیں۔ لھذا بھینس بکری اور ان کا نصاب (۴۰ بکرے 7000=280000) ۳۰ بھینس (12000=360000) اس کی جگہ زراعتی سامان کا نصاب (۳۰۰ صاعا رقم= 23760) کے برابر ہوگا۔

پیسہ، تجارت، صنعت، سونا کا نصاب ۲۰ دینار (۸۵ گرام) برابر ۲۲۷۸۰۰ (مئی ۲۰۱۴) کو بنیاد میں لیں تو زراعتی غلے کو نصاب کے طور پر دیکھتے وقت قیمت میں بہت بڑا فرق دکھائی پڑے گا۔ ہمارے صوبہ میں عام طور پر زکوۃ کی فرضیت کے زمرے میں مال، تجارت، صنعت کاری، زراعت وغیرہ کو قابل غور سمجھتے ہیں۔

اس طرح سے آج کا حساب لگا کر بنیادی ضرورتوں کو نکال کر دیکھا جائے تو تقریبا ۲۳۰۰۰ روپے سے زائد ایک سال میں مال کی آمدنی ہونے کے باوجود اگر جمع رقم ہے تو زکوۃ دینا ہوگا۔

۸۔ ہر ایک چیز کی زکوۃ کتنی مقدار میں نکالی جائے

سونا، چاندی، پیسہ، تجارت، صنعت کار وغیرہ ڈھائی فیصد زراعتی سامان کا پانچ فیصد ہے (اگر بغیر کوئی خرچ کے زراعت کری ہو تو ۱۰ فیصد) زکوۃ دینا ہوگا۔

۹۔ روپیوں کی زکوۃ کیسے نکالیں

اہم ضرورتوں سے جب فارغ ہو جائیں تو ۵۹۵ گرام چاندی آج (مئی ۲۰۱۴) کو ۲۴۶۷۵ روپے یا اس سے زائد قیمت کو اگر پورے ایک سال اپنے پاس رکھے تو اس کی 2.5 فیصد زکوٰۃ نکالنا ہوگا۔ یعنی ۲۵۰۰۰ روپے والے ۶۲۵ اور ۵۰۰۰۰ ہزاری ۱۲۵۰ روپے اور ۱۰۰۰۰۰ یک لاکھ والے پتی ۲۵۰۰ روپے زکوٰۃ ادا کرے۔

آج کے دور میں عملی طور پر دیکھتے وقت ۲۵۰۰۰، ۵۰۰۰۰، ۱۰۰۰۰۰ وغیرہ شمار میں تنخواہ لینے والے کو بھی ماہ یا سال میں کچھ نہ بچ پانے کی حالت چھائی ہوئی ہے۔ نئی بازاری ماحول کا تخلیق کردہ اشیائیوں کے استعمال کا جو ماحول ہے وہ آج بڑے بڑے صاحب حیثیت لوگوں کو بھی قرضدار بنا رہا ہے۔ درحقیت ایک عام انسان کی اہم ضرورتوں کا حساب لگاتے وقت فی مہینے قریب ۱۲۰۰۰ روپے خرچ نکلتا ہے۔

قرآن کی تعلیمات کے مطابق اس مال کے ذریعہ وہ خود اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے گا۔ مطلب احتیاط کے ساتھ ۱۲۰۰۰ ہزار کے اوپر اگر خرچ ہوتا ہے تو اس کو بنیادی خرچوں میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ تنخواہ یا مزدوری میں سے ڈھائی ہزار یا پانچ ہزار یا سولہ ہزار یا بیس ہزار ہو۔۔۔۔۔ اس طرح سے الگ نکال کے رکھیں اور اس کا ہر ماہ زکوٰۃ کے لئے حساب لگائیں اور جب ایک سال پورا ہو جائے تو چاندی کے نصاب ۲۴۶۷۵ روپے سے زائد اگر حساب میں آئیں تو 2.5 فیصد زکوۃ آج کے وقت میں دیں۔ ایک سال پورے ہونے پر زکوۃ کیسے دی جائے اس بات کا علم تو ہے، کسی کو اس چیز کا آسان طریقہ بتانے کے لئے ہر ماہ اہم ضروریات سے فارغ ہو کر جو با مال باقی بچے (مقرر شدہ رقم) کا 2.5 فیصد قرعہ و دیگر ذخیرہ میں جمع کرنے کا سال جب پورا ہو جائے تو زکوٰۃ دینے کا اہتمام کریں یعنی بغیر جمع کئے ہوئے اس مہینے میں زکوٰۃ ادا کریں۔ اگر زکوۃ پہلے ہی ادا کر دی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ توجہ دیں، مثال کے طور پر ایک مہینے میں ۱۲۰۰۰ سے زائد آنے والے خرچ کو الگ کر کے ۲۵۰۰ روپے ہو تو ۱۲ ماہ میں اس کا حاصل جوڑ ۳۰۰۰۰ روپے ہوگا۔ اس طرح سے ہر ماہ ۶۲ روپے اور ۵۰ پیسے زکوۃ دے سکتے ہیں اور جمع بھی کر سکتے ہیں۔ اس سال کے پورا ہونے پر یہ ۷۵۰ روپے ہوگا۔ ہر فرد کے حالت کے حیثیت کے پیش نظر کم و بیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ بڑا مستند و مستفید ہے۔

اور اس کے علاوہ اہم ضرورتوں میں نہ جڑ کر مال سے بینک میں جمع کیا ہو، یا جس کا ملنا یقینی ہو وہ قرض، پی ایف فنڈ، راشن آمدنی، چٹ جو کسی دوسرے طریقے سے جمع کیا ہے تو نصاب نافذ ہونے کے سال سے زکوۃ دینا پڑے گا۔ یہ اگر ممکن نہیں ہو سکتا تو جب مال واپس ملے نصاب پورا ہونے والے سال سے لیکر ہر سال کا حساب لگا کر زکوۃ ادا کریں۔

۱۰۔ تجارت کی زکوۃ کا تخمینہ کیسے لگائیں؟

ایک جون کو اگر کوئی ایک تجارت کا سلسلہ جاری کرے، تو آئندہ سال ایک جون دوبارہ آتے وقت ۵۹۵ گرام چاندی کے موجودہ بازاری قیمت (مئی ۲۰۱۴، ۲۴۶۷۵) سے کم قیمت کا اگر ذخیرہ ہے تو کل ذخیرہ کی موجودہ بازاری قیمت اور جس قرض کا ملنا یقینی ہو اور نفع کو ملا کر ان کا حساب لگا کر اس کی 2.5 فیصد زکوۃ ادا کرنا چاہئے۔ دکان کا کیرایہ، بجلی بل، محصول (ٹیکس)، مزدور کی مزدوری، میشین، فرنیچر، اشتہارات وغیرہ کا جب خرچ پورا ہو جائے تو زکوٰۃ کا حساب لگائیں۔ خواہاں تجارت میں خسارہ ہو جائے مگر نصاب ہونے پر زکوٰۃ دینا چاہئے۔ پرچوم کی دکان، سبزی، ماہی گیری، گوشت، پھل پھروٹس، گھریلو لوازمات، غذائی اشیاء، کپڑا لتا، سواری، زمین، آرام و آشائش کے

سامان، زیورات، گوہر، زیب زینت کے سامان وغیرہ بھی کی تجارت کی زکوٰۃ کا اسی طرح سے حساب لگانا چاہئے۔ا تجارت میں منافع کی زمین کو استعمال کر کیا اگر ایک دوسرا ادارہ کھولا جائے تو اور دونوں کو ایک میں ملا کر دیکھ ریکھ کرے تو دونوں کی زکوٰۃ ایک ہی میں جوڑی جانی چاہئے۔ایک شخص نے مئی ۱۰ کو ایک دکان شروع کیا چند ماہ کے بعد کوئی ترقی نہ ہونے پر تخفیف قیمت پر فروخت کرنا کا اعلان کر دیا اور دکان خالی کا اشتہار دے دیا۔اس دکان کو فروخت کر کے نصاب بھر نہ پہونچنے کی رقم سے اگسٹ ۵ کو دوسرا کاروبار شروع کیا۔چنانچہ پہلی دکان کے کھلنے وقت ۱۰ مئی آنے پر اس کو زکوٰۃ دینا چاہئے۔

خود کے کام کے طور پر ایک مومن عورت، اپریل ۲ کو خود اپنے پیسوں سے ایک کاروبار شروع کیا۔اگر اس سال کے پورا ہونے پر اس کی تجارت نصاب کے زمرے میں داخل ہوگئی تو اس کو بھی 2.5 فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔

۱۱۔ کیا ربڑ اور ناریل کی طرح کرنسی کروپ (سکہ فصل) پر زکوٰۃ فرض ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کے ارشادات اس کے جواب میں بڑا ہی موافق ہے۔

اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے ہیں اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں۔اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے ہیں، اان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور فضول خرچی نہ کرو بے شک وہ فضول خرچ کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔(۶:۱۴۱)

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو (۲:۲۶۷)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: آسمان اور ندیوں سے سیراب ہوکر نشو نما پانے والے اور بغیر ان کے اپجنے والے زراعت میں زکوٰۃ ہے۔اگر پانی سے سیراب کیا گیا ہے تو اس کا آدھا ہے۔(بخاری)

ان دلائل کی روشنی میں امام ابوحنیفہ جیسے ائمہ فرماتے ہیں۔زمین سے پیدا ہونے والا سبھی غلوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔سکہ فصلوں (کرنسی کروپ) پر زکوٰۃ نہیں ہے پھر بھی ان کی آمدنی میں سے اگر نصاب ہوتا ہے تو زکوٰۃ دینا ہوگا اس کا شافعی مسلک میں بھی کوئی بحث نہیں ملتی ہے۔

۱۲۔کرنسی کروپ (سکہ فصلوں) کی زکوٰۃ کس طرح سے نکالیں؟

غلوں کے علاوہ کرنسی کروپ (سکہ فصلوں) پر زکوٰۃ لازمی ہے۔سکہ فصلوں سے گھریلو ضرورتیں پورا کر کے حلال طریقے سے انجام دیا جانے والا ایک عمل ہے۔لھذا ان میں سے جو قیمت پر فروخت کیا گیا ہے اس کے پیسہ کی زکوٰۃ دینا چاہئے۔گھر کی ضرورتوں سے فارغ ہوکر جو ناریل، شکر کند، کالی مرچ، کیلا وغیرہ زراعتی غلہ سال میں جب بھی تول کر فروخت کریں بغیر چھلکے کے اگر ۲۳۰۰۰ (۳۰۰ صاع غلہ کی قیمت) سے زائد قیمت ملی تو ۵ فیصد زکوٰۃ ادا کریں۔

موقع ضرورت کے حساب سے عبداللہ نے اپنی ربڑ کی زراعت کی کھاد وغیرہ دے کر دیکھا بھالا اور بڑا کیا۔ربڑ کے باغ سے عبداللہ کو ایک

سال میں ۲۰۰ اور روز کے حساب سے روزانہ ۵کلوگرام ملاتو اس طرح اس کو ۱۰۰۰ ربڑ شیٹ حاصل ہوئی۔ ایک کلو ۱۳۰روپے کے حساب ۱۳۰۰۰۰ہزار کی فروخت کیا۔تو پھر اس کا ۵فیصد یعنی ۶۵۰۰روپے زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔

۱۳۔کیا ریل اسٹیٹ تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے؟

ایک شخص دوبارہ فروخت (ری سیل) کی نیت سے ۳فروری کو ۱۰لاکھ کی ۵سینٹ زمین خریدی۔پانچ ماہ کے بعد ۱۲لاکھ روپے کی فروخت کردی۔پھر تین ماہ کے بعد تین لاکھ روپے قرض لے کر ۱۵لاکھ روپے کا ایک شوپنگ کامپلیکس خریدا۔تیسرے دن ایک دوسرے شخص کے ہاتھ ۱۶لاکھ روپے کی فروخت کردیا۔ اس نے دوماہ کے بعد یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا اور ۱۶ لاکھ روپے کی ایک فلیٹ خریدا۔یہ سلسلہ چلتا ہوا ۳فروری تک پہونچا۔تو پھر اس کو اس سال کے پورے ہونے پر ۱۶ لاکھ کے کاروبار میں سے ۴۰۰۰۰روپے زکوٰۃ دینا چاہئے۔

ایک دوسرا شخص دوبارہ فروخت کرنے کی نیت سے ۱جنوری کو ۳۵ لاکھ روپے کی ۵سینٹ زمین اور گھر خریدا۔لیکن پورے سال بیت جانے کے باوجود کاروبار ایک دم مندہی رہا۔پھر بھی فروری ۱ دوبارہ واپس آنے پر اس کو ۸۷۵۰۰روپے زکوٰۃ دینا چاہئے۔اگر اس وقت پیسے سے ہاتھ خالی ہوں لیکن جب فروخت کریں تو تین سالوں کا ایک ساتھ حساب لگا کردے دیں۔زیادہ تر ائمہ اس بات سے اتفاق رکھتے ہیں۔ تجارت میں نفع ونقصان تو عام بات ہے۔اگر نفع بڑھے تو قبول کریں اور اگر خسارہ ہوجائے تو اس کی تردید کردیں،اس کی صحیح ہونے کی کوئی تصدیق نہیں ہے۔

۱۴۔کیرائے کی زکوٰۃ کا حساب کیسے لگائیں؟

کیرائے پر اٹھانے کی نیت سے ایک شخص نے ۵۰لاکھ روپے کی ۲۵سینٹ زمین خریدی اور ایک شوپنگ کامپلیکس تعمیر کرواکے کرایہ دار کے سپرد کردیا۔دس دکانوں والے اس عمارت کی ہر ماہ کیرایا ۲۰۰۰۰روپے ملتا ہے۔چناچہ جب سال پورا ہوجائے تو اصل قیمت کو نکال کر آمدنی کا (۲۴۰۰۰۰) ۵فیصد (۱۲۰۰۰) زکوٰۃ دینا چاہئے۔اگر خرچ جوڑا ہے تو آمدنی کا ۱۰فیصد) کاشتکاری زمین سے اس کا موازنہ کیا جاتا ہے۔

کیرائے دار مکانات،کمیشن ایجنسیاں،ٹرانسپورٹ کے ادارے،کارخانے،ٹیکسی،ہسپتال،مطب کے علاوہ
ٹائلس،کھپٹے،کاغذ،لوہا،المونیم،اسٹیل،پلاسٹک،پلیوڈ،اناج،غذائی اشیاء وغیرہ کی فیکٹریاں کی زکوٰۃ اسی طرز پر فرض ہوتی ہے۔

۱۵۔بکرے بھینس کی زکوٰۃ کس شکل میں ہے؟

گھاس وغیر چر کر جینے والے مویشی تعداد (۴۰بکریاں، ۳۰بھینس، ۵اونٹ) کو جوڑنے سے قبل نصاب مقرر کرلیں۔لیکن زراعت کی صورت حال تبدیل ہوچکی ہے۔مچھلی،مرغی،بکری اور بھینس وغیرہ کے فارم ہر مکانات پر بڑے ہی سرگرم دکھتے ہیں۔ان کی زکوٰۃ زراعتی غلہ کے مطابق نکالی جاتی ہے۔سال کے اخیر میں آمدنی کا ۵فیصد زکوٰۃ ادا کرنا چاہئے۔(اگر کوئی خرچ آیا ہو تو ۱۰فیصد)

۱۶۔کیا سونے کے زیورات کی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

ضرور! دس پون (۲۰دینار) یا اس سے زائد سونا اگر پاس ہو تو سال کے مکمل ہونے پر تو اس کا ۲فیصد کی قطعی زکوٰۃ نکالیں۔لیکن عام طور پر

مسلسل پہنے جانے والے مختصر زیورات کی زکوۃ فرض نہیں ہے۔

۱۷۔کیا سال کے مکمل ہونے سے قبل زکوۃ نکالی جاسکتی ہے؟

ادا کر سکتے ہیں! سال کے مکمل ہونے سے قبل کیا زکوۃ دے سکتے ہیں ایک دفعہ یہ بات عباسؓ نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا تو رسول کریم فرمایا: ہاں پھر انھوں زکوۃ ادا بھی کی۔(ابو داؤد)

۱۸۔کیا زکوۃ ادا کرنے کے بعد جو دوسری مالی ذمہ داریاں ہیں ان سے بری ہو جاتے ہیں؟

ہرگز نہیں! کیوں کہ زکوۃ ادا کرنا مسلم کے اوپر عام حالت میں بنیادی فریضہ میں داخل ہے۔یہ کسی بھی آدمی کے زیر استطاعت رہنے والی ایک چھوٹی رقم ہے۔اس فریضہ کو پورا نہ کرنے والوں کا اسلام میں کوئی مقام نہیں ہے۔تاہم اگر غیر مومتوقع کوئی مصیبت یا کوئی آفت ہمارے مال کا مطالبہ کرے تو اس وقت ضرورت بھر اور استطاعت کے مطابق دینا فرض ہے۔

فاکہ کشی کا شکار اگر مسلم نہ ہو تب بھی جب سالن پکائیں تو اس کو جوڑ کر پانی رکھیں یہ بات نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔یقیناً مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی غریبوں کا حق ہے۔(ترمذی)

ابو خذریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کوئی بھی شخص اگر دو پہر میں سواری پر بیٹھنے کی اہلیت رکھتے ہے تو اسے چاہئے جو اس محروم اس کو عطا کرے۔کوئی بھی شخص اگر دو پہر میں کھانا کھاتا ہے تو اس کو چاہئے جو فاکہ کشی کا شکار ہے اس کو دے۔اس طرح سے آپ ﷺ نے شمار لگا کر توازن میں رہنے والے حضرات کو جن کے پاس نہیں ہے ان کو دینے کا حکم دیا ہے۔اس طرح اہم ضرورتوں سے فارغ ہو کر ہمارے پاس بقیہ بچے مال کے حقدار ہم نہیں ہیں۔یہ ہمارے لئے ایک قابل فہم بات ہے۔

۱۹۔زکوۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟

معاشرہ میں بے آسرا بے سہارا مفلس غریب لوگوں کے صبر کا پھل اور ان زندگی خوشیاں لوٹانا جو زکوۃ دینے کا مقصد ہے۔زکوۃ کے مستحق لوگوں کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور اصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ تعالی کی راہ میں اور راہر مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ تعالی کی طرف سے اور اللہ تعالی علم وحکمت والا ہے (التوبہ:۶۰)

زندگی کے نشیب وفراز طے کرنے کے لئے معاش وزر سے محروم رہنے والوں کو فقیر کہتے ہیں۔کام او رکمائی ہونے کے باوجود اہم ضرورتوں کو نہ پورا کرپانے والوں کو مسکین کہتے ہیں۔سامان زندگی نہ پورا ہو پانے کی وجہ سے مجبور ہو کر قرض لیا اور دے پانے کی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے بہت غمگین اور دکھی ہوئے۔اور بہت ضروری قرض ادا کرنے کے لئے بذات خود کی جو ضرورتیں ہیں ان کو دبا کر رکھنے والے ہی غارم یا قرضدار کہتے ہیں۔زکوۃ کا قرآن نے جو مقصد رکھا ہے اس کا ایک انتظام اور نظم نسق کے ساتھ ادا کرنے یا تقسیم کرنے کا اہتمام کریں۔لیکن دوسرے مشغلوں کے ساتھ ایک کنارے پر رکھنے کا یہ کام نہیں یعنی پورے وقت کے ساتھ اس کو انجام دیا جائے گا۔پورے

وقت کام (فل ٹائم ورکر) ایک قابل قدر میدان ہیں۔لھذا یہ کام کرنے والے زکوٰۃ کے قابل ہیں۔نو مسلم جو اسلام با مشرف ہونے کی وجہ سے گھر بار معاش زر سب کچھ سے محروم ہو گئے۔ایسے پس منظر میں ان کے زندگی کے ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے دل کی تسکین کے لئے زکوٰۃ ان کو ادا کریں۔غلامی اور ناحق گرفت میں رہنے والوں کے نجات و آزادی کے لئے ان کا زکوٰۃ میں حق ہے۔اہم خرچوں کے لئے قرض لے کر اس گرداب میں پھنس جانے والے اور قرض نہ ادا کرنے والوں کا زکوٰۃ میں حصہ ہے۔دشمنوں کے ظلم و جبر ختم کرنے کے لئے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کی تقویت کے لئے زکوٰۃ دینا فرض ہے۔زندگی کے مقصد کو نہ پورا کرنے والے راستہ میں گردش کرنے والے وہ لوگ ابن شارع یا مسافر ہیں۔مختلف فرقہ وارانہ فسادات میں متاثر ہوئے کئی ہزار پناہ گزین ہمارے ملک میں ہے۔بالا مذکور آٹھ جماعتیں ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۲۰۔کارآمد طریقہ سے زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

ایک شخص زکوٰۃ کے مستحق شخص کو زکوٰۃ دے کر کے اگر چہ اس فریضہ سے بری ہو جاتا ہے پھر بھی زکوٰۃ کا مقصد، ہدف کو پورا کرنے کا یہ مناسب طریقہ نہیں ہے۔ہمیں اس میں بہت سی غلطیاں نظر آتی ہیں۔مال میں سے جو غریب و غربہ کو جو زکوٰۃ ملتی ہے ان سے ان میں احساس کمتری پیدا ہونے اور دینے والے کو احساس برتری ہونے کی واقعات سرزد ہوتے رہتے ہیں۔خواہاں کوئی بھی شخص اس کو بہت ہی مختصر رقم ہے جو زکوٰۃ کے طور پر ملتی ہے۔زیادہ تر لوگ رمضان میں زکوٰۃ نکالتے ہیں۔وہ اس پیسے سے روزمرہ کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں پھر بعد میں وہی مسکین رمضان کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔اگر کسی کی زکوٰۃ کا وقت رمضان میں آتا ہے تو اس وقت زکوٰۃ نکالے ویسے رمضان میں ہی زکوٰۃ ادا کرنے کی کوئی فرضیت نہیں ہے۔

چناچہ اجتماعی عمل کے ذریعہ واضح معلومات کی بنیاد پر علمی طور پر دینے کے قابل صاحب حیثیت لوگوں سے مال لے کر اس کے مستحق لوگوں کو خود مختار بنانے کی نیت سے اگر تقسیم کریں تو کچھ ہی سال میں مقرر شدہ علاقے کے لوگ خود مختار ہو جائیں گے۔

یہ مقصد ہے جو اعمال کے صحیفوں میں پیش پیش ہے۔

مزدوری، تجارت کرنے کی استطاعت نہ رکھنے والے لوگ مثلاً فقیر، مسکین وغیرہ کو اتنا دیں کہ ان کی زندگی رفت گشت خوب آرام سے چل سکے۔کیوں کہ زکوٰۃ کا مقصد ہی غریبی کا خاتمہ ہے۔لہذا زکوٰۃ کا جو مال ہے اس کو لگا کر ایسے دیں کہ مستحق افراد ایک باغ یا بستان کی نشو نما کر سکیں۔اس طرح وہ غریبی سے چھٹکارہ پا جائے گا۔اور ورا ثین بھی محفوظ رہے گے۔(تحفہ، مغنی، نہائے)

اس مقصد کا حصول محض ایک فرد کے دینے سے پورا نہیں ہوگا۔بلکہ اس مقصد کو محلّہ کے سرپرست لوگ قبول کر کے کارآمد انداز سے نافذ کر کے انجام دے سکتے ہیں۔اس طرح سے گھریلو فاقہ کشی، مظلوم اور مسکین کو اس گول وعطش زمین پر حفاظتی اقدامات کے قیادت دے کر سرگرم بھی تنظیموں کو اس ذمہ داری یا فریضہ کو پوری استطاعت و لگن سے انجام دینے کے لئے کمربستہ ہوں۔

ائمہ نے ایسے انداز کو اپنانے کی اجازت دی ہے۔

مال کی زکوٰۃ اور فطر زکوٰۃ ایک ہی طرح کے ہیں۔لوگوں کی ایک جماعت اپنا فطر زکوٰۃ جمع کیا پھر آپس میں ملایا یا دوسروں کی اجازت کے

مطابق سارے لوگ جمع ہوں تو ان میں سے ایک شخص کو ہی تقسیم کرنے کی اجازت ہے۔ (عمدۃ السالک) اس کے علاوہ ایک مومن کو وکیل ٹھہرا کر اجتماعی عمل کو میابی کے ساتھ پیش پیش ہونا چاہئے جو فقہ کی تعلیم ہے۔

۲۱۔ کیا بغیر زکوٰۃ نکالے موت کو پہونچنے والے شخص کے مال زکوٰۃ ہوگی؟

بغیر زکوٰۃ دیے اور اس کو ادا کرنے کی کوئی فکر نہ کرتے ہوئے فوت ہو جانے والے کی زکوٰۃ اس کے مال میں سے اس کے بیٹے یا وارثین کو دینا چاہئے۔ اس میں کتنے سال کی باقی زکوٰۃ کو نکالنا اس کا پورا حساب لگا کے زکوٰۃ ادا کر کے ہی باقی بچی وراثت یا مال کا حصہ لگانے کی اجازت ہے۔